

حضرت علیؓ اور علوم نبویؐ

☆ مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے ابن عم، آپ کے داماد، سابقین اولین میں ممتاز سب سے پہلے اسلام لانے والے، عشرہ مبشرہ کے بزم نشین، خلافت راشدہ کے چوتھے رکن، ان کے فضائل و کمالات کو کوئی کیا بیان کرے، بقول حافظ ابن حجر عسقلانی:

مات فی رمضان سنة الربیعین وهو یومئذ افضل الاحیاء من بنی آدم بالارض باجماع اهل السنة۔ (تقریب التہذیب)

رمضان سنہ ۴۰ ہجری میں جب اس خاکدان عالم کو آپ نے خیر باد کہا تو باجماع اہل سنت روئے زمین پر جتنے بھی انسان بقید حیات تھے ان سب سے آپ افضل تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

ان الخلافة لم تریں علی بل علی زینہا۔^(۱)

خلافت نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زینت نہیں بخشی بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کو زینت بخشی ہے۔

اور اسی بنا پر امام مہدوی کی تصریح ہے کہ:

من لم یربع بعلی فی الخلافة فهو اضل من حمال اہلہ^(۲)

جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ رابع نہ مانے وہ اپنے گھر کے گدھے

☆ معروف محقق عالم دین، سابق استاذ جامعہ اسلامیہ بہاولپور

سے بھی زیادہ بے وقوف ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی گر انقدر تصنیف "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے فضائل کا ایک مختصر سا جائزہ لیا ہے جو ہدیہ ناظرین ہے۔ فرماتے ہیں "علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بہت ہیں اور ان کے مناقب بی شمار:

- ۱- وہ پہلے ہاشمی ہیں جو ایک ہاشمی خاتون کے بطن سے پیدا ہوئے۔
- ۲- ان کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی یہ ایسی فضیلت ہے جو ان سے پہلے صرف ایک صاحب کو نصیب ہوئی تھی، اور یہ صاحب جیسا کہ "مستدرک حاکم" میں مذکور ہے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔
- ۳- انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آغوش تربیت میں نشوونما پائی۔
- ۴- ایک قول کے مطابق یہی پہلے شخص ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے۔ دوسرے قول کے مطابق پہلے مسلمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
- ۵- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خویش (داماد) تھے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ ان ہی کی صلب سے باقی رہا۔
- ۶- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کے موقع پر بستر نبویؐ پر جا کر یہی سوئے تاکہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جا چکے ہیں۔
- ۷- (مدینہ نبویؐ میں) عقد مواخات کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مواخات (یعنی آپ کے بھائی بننے) کا شرف حاصل ہوا۔
- ۸- غزوہ بدر میں قریش کے پہلوانوں نے جب مبارزت طلب کی تو حضرت مرتضیٰؑ، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی ان کے مقابلہ میں میدان جنگ میں اترے اور غالب رہے اور پھر اس بشارت سے سرفراز ہوئے کہ روز قیامت جب (مومنین کی) کفار سے محاصرت شروع ہوگی تو سب سے پہلے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں بزرگوں کے ساتھ حق تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہوں گے۔
- ۹- غزوہ احد میں ان چند بزرگوں میں سے یہ بھی تھے جو معرکہ میں ثابت قدم رہے اور اس

جنگ میں نمایاں سعی آپ سے ظاہر ہوئی۔

- ۱۰- غزوہ خندق میں عمرو بن عبدود کو جو قریش کا مشہور پہلوان تھا جہنم رسید کیا۔
- ۱۱- غزوہ خیبر میں آشوب چشم کی وجہ سے جو اس وقت آپ کو لاحق تھا اولاً شرکت کا موقع نہ مل سکا لیکن بعد کو توفیق الہی نے دیکھیری کی اور باوجود آشوب چشم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے آشوب چشم سے شفا پائی اور قلعہ خیبر آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ اور اس موقع پر ایسی فضیلت نامہ آپ کے نصیب میں آئی کہ زبان رسالت سے یہ کلمات آپ کے حق میں صادر ہوئے:-
- سابعث غداً رجلاً يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله۔
- میں کل ہی ایسے شخص کو اس مہم پر بھیجوں گا کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔
- ۱۲- غزوات نبوی میں بہت سے مواقع پر عساکر نبوی کے علمبردار آپ ہی تھے۔
- ۱۳- سنہ ۹ ہجری میں آیہ براءت کی تبلیغ کا شرف آپ ہی کے حصہ میں آیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرماتے ہوئے کہ
- لا يبلغه الا انا ورجل مني۔
- اس کی تبلیغ یا تو میں کر سکتا ہوں یا میرے خاندان کا کوئی فرد۔
- اس حکم کی تبلیغ کی ذمہ داری آپ ہی کے سپرد کی۔
- ۱۴- غزوہ تبوک میں مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہوئے۔ اور اس باب میں: انت مني بمنزلة هارون من موسى۔
- (جو منزلت ہارون کی موسیٰ کے یہاں تھی وہی تمہاری میرے یہاں ہے)۔
- کی فضیلت عظمیٰ آپ کو نصیب ہوئی۔
- ۱۵- ہجرت کے آخری سال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کی حکومت پر آپ کو

متعین فرمایا اور وہاں کا قلعہ آپ کے ہاتھوں فتح ہوا۔

۱۶- اور جب مال غنیمت کے خمس میں سے ایک لونڈی آپ کے حصہ میں آئی اور اس کے بارے میں لوگوں میں قیل و قال شروع ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پاس غیرت کی بنا پر لوگوں کو ایذا رسانی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا:-

هو منی وانا منه۔

(تم نے علی کو کیا سمجھا ہے) وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔

۱۷- اور "غدير خم" کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا:

من كنت مولاه فعلي مولاد۔

میں جس کا دوست ہوں علی اس کے دوست ہیں۔

۱۸- اور مہابہ کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل بیت کو اپنے ہمراہ لیکر تشریف فرما ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے۔

۱۹- اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ دعا فرمائی کہ:

اللهم هولاء اهل بيتي فطهرهم تطهيرا۔

اے اللہ یہ لوگ (علیؑ، فاطمہؑ و حسینؑ) میرے اہل بیت ہیں تو ان کو خوب پاک کر دے۔

تو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان حضرات میں نہ صرف شامل بلکہ ان سب کے بڑے تھے۔

۲۰- اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے حق میں ارشاد ہے:

لايحب عليا منافق ولا يبغضه مؤمن۔

علی سے نہ کوئی منافق محبت رکھ سکتا ہے اور نہ کوئی مومن بغض رکھ سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس بنا پر تھا کہ آپ امر حق پر عمل پیرا اور امر الہی کی بجا آوری میں شدت کے ساتھ سرگرم تھے۔

۲۱- اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ حکم دیا کہ مسجد نبویؐ کے سب دروازے جو لوگوں نے اپنی نجی آمدورفت کے لئے کھول رکھے ہیں بند کر دیئے جائیں تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے دروازے کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا کیونکہ ان کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کا شرف حاصل تھا اور آپ کو ان کا قرب مطلوب تھا۔

ان اکیس فضائل کو بیان کرنے کے بعد شاہ صاحب ممدوح کے الفاظ ہیں:

ایں بود شرح قیام او بیک جناح نبوت کہ افشائے اسلام است، و نصرت او در جناح دیگر از جناحین خلافت نبوت کہ افشائے علم است آثار جمیلہ از دے ظاہر شدند۔

اشاعت اسلام جو نبوت کا ایک بازو ہے اس کے برپا کرنے میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو مساعی تھیں یہ ان کی شرح ہے، اور خلافت نبوت کے دو بازووں میں سے دوسرے بازو کی نصرت یعنی اشاعت علم کے سلسلے میں جو آپ سے آثار جمیلہ ظاہر ہوئے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

- ۱- تعلیم قرآن۔ چنانچہ تاحال آپ کی روایت باقی ہے اور قراء سبعہ میں سے بعض حضرات اس قرآن مجید کو آپ سے روایت کرتے ہیں۔
- ۲- حدیث نبویؐ کی روایت کے اعتبار سے آپ کا شمار کمترین میں ہے یعنی ان صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے جن سے بکثرت احادیث نبویہؐ مروی ہیں۔
- ۳- (نقد) آپ کے عہد خلافت میں آپ کے ہاتھوں بکثرت مسائل کے فیصلے ظاہر ہوئے اور امت میں محفوظ رہے۔

۴- خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے علم کی گواہی دی اور فرمایا کہ:

انا مدینة الحکمة وعلیٰ بابها

میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

۵- اور مسائل قضاء میں ان کے تفوق کو بھی بتلایا چنانچہ ارشاد ہے۔

افضاکم علی

تم میں سب سے بڑے قاضی (یعنی فریقین میں نزاعی مسائل کا فیصلہ کرنے والے) علیؑ ہیں۔

۶- اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امر سے پناہ مانگا کرتے تھے کہ کوئی سخت الجھا ہوا مسئلہ ان کے سامنے ایسے وقت میں پیش آئے کہ جب حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ ہوں۔

۷- خود حضرت علی فرمایا کرتے تھے کہ:

سلوننی عن کتاب اللہ فواللہ ما من ایة الا وانا اعلم بلیل نزلت او بنهار ا فی سهل او فی جبل۔

مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھ لیا کرو بخدا کوئی ایسی آیت نہیں جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ وہ رات میں اتری تھی یا دن میں اور وہ وادی میں اتری تھی یا پہاڑ پر۔

۸- (حکمت) اور ذہن کا جلدی سے (مسئلہ کی حقیقت کی طرف) منتقل ہو جانا جو حکمت کے شعبوں میں سے ایک عظیم شعبہ ہے اس کا بھرپور حصہ آپ کو ملا تھا۔ چنانچہ حساب کے دقیق مسائل نیز مسئلہ کے ماخذ پر کتاب و سنت اور قواعد مقررہ مسئلہ کی روشنی میں متنبہ کرنے کے بے شمار واقعات آپ سے منقول ہیں۔

۹- زہد اور بیت المال کے تصرف میں غایت احتیاط کھانے پینے پہننے میں سادگی اور بیت المال کی تقسیم میں اپنی قرابت کا پاس و لحاظ نہ کرنا ان سب امور میں بڑے بلند مقام پر فائز تھے۔ یہ اور اس قسم کے اور بہت سے مناقب جمیلہ آپ میں موجود تھے۔ (۳)

یہ بھی واضح رہے کہ قرۃ العینین "میں شاہ صاحب ممدوح علیہ الرحمہ کے پیش نظر اختصار ہے لیکن انہوں نے اپنی دوسری بے نظیر تصنیف "ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء" کی جلد دوم میں مناقب مرتضوی پر نہایت مبسوط بحث کی ہے جس کی خوبی اس کے دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہے یہ بحث بڑی تقطیع کے پورے جو بیس صفحات پر صفحہ ۲۵۱ سے لیکر ۲۷۴ تک پھیلی ہوئی

حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی خدمات کے سلسلے میں شاہ صاحب نے "اذالۃ الخفاء" میں جو کچھ رقم فرمایا ہے اس کا نہایت ہی مختصر سا تعارف درج ذیل ہے فرماتے تھے:

۱- و نصیب او از احیاء علوم دینیہ آنست کہ جمع کرد قرآن را بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴)

دینی علوم کے احیاء کے سلسلہ میں ان کا حصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہی میں آپ نے قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔

چنانچہ تابعین کی ایک جماعت نے آپ سے قرآن مجید کو روایت کیا ہے اور اس روایت کا سلسلہ تاحال باقی ہے۔ امام عاصم جن کے شاگرد امام حفص کی قراءت آج تمام دنیا میں متداول ہے اور ہم اہل ہندو پاک بھی اسی قراءت میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں ان کا سلسلہ اسناد بھی حضرت مرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت زید بن ثابت پر منتہی ہوتا ہے۔ اسی طرح قراءت سبعہ میں امام حمزہ کی قراءت کی سند بھی حضرت ذی النورین اور حضرت علی مرتضیٰ پر ختم ہوتی ہے، اور ان حضرات صحابہ نے خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن مجید اخذ کیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن جو آج ہم سب پڑھتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اسی طرح بعینہ لوگوں کے سینہ میں جمع اور محفوظ تھا۔

۲- علی رضی اللہ عنہ از حفاظ حدیث و از کثرین صحابہ است در بادی النظر قریب شش صد حدیث در کتب معتبرہ از احادیث مرفوعہ دے رضی اللہ عنہ مذکور است۔ و فی الحقیقت مرفوعات او از ہزار بیشتر میتوان یافت (۵)

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث کے حفاظ اور کثرین صحابہ میں سے تھے۔ بادی النظر میں تو چھ سو احادیث مرفوعہ کے قریب معتبر کتابوں میں آپ سے منقول ہیں، لیکن در حقیقت آپ کی مرفوع احادیث ایک ہزار سے زیادہ مل سکتی ہیں۔

آپ کی مرویات کی ایک اہم خصوصیت جس کی طرف شاہ ولی اللہ صاحب نے توجہ دلائی

یہ بھی ہے کہ:

و بعض ابواب حدیث کہ پیش ازوے روایت نکرده بودند، او فاتح اول آل باب است (۶)

چنانچہ اس سلسلہ میں شاہ صاحب ممدوح نے خاص طور پر جن احادیث کی نشاندہی کی ہے

وہ یہ ہیں:

۱- آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ منورہ اوقات شب و روز کے گزران کی کیفیت جو شمائل ترمذی میں مذکور ہے۔

۲- نماز مناجات، جو نورانیت باطن میں بغایت موثر ہے اور جامع ترمذی میں مروی ہے۔

۳- نوافل یومیہ صبحی، صلوٰۃ الزوال وغیرہ جو تصوف کا خاص باب ہے اس کی روایت "مسند احمد" میں موجود ہے۔

۴- از مسائل فتاویٰ و احکام بیارے نقل کردہ شد خصوصاً در کتب امام شافعی و در مصنف عبدالرزاق و مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ حصہ وافرہ مذکور است۔

آپ سے مسائل فتاویٰ و احکام بہت منقول ہوئے خصوصاً امام شافعی رحمہ اللہ کی تصانیف میں نیز مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں ان کا بڑا حصہ مذکور ہے (۷)

۵- در بحث توحید و صفات زبانی داشت فصیح و آن بحث در خطبہ دے رضی اللہ عنہ یافتہ می شود و از میان صحابہ کباروی کرم اللہ وجہ بان زبان متفرد است گویا در باب توحید و صفات از فن کلام متکلم اول او است، دوے در آن مقامات از اصل سنت سنہ انبیاء بیرون زرفت۔ (۸)

توحید و صفات الہی کے بارے میں آپ کی زبان فیض ترجمان پر فصاحت کے دریا جاری تھے۔ یہ مضمون آپ کے خطبات میں پایا جاتا ہے۔ صحابہ کبار میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس بحث میں اپنے زور بیان میں منفرد ہیں۔ گویا فن کلام میں جو توحید و صفات کا باب ہے اس کے پہلے متکلم امت میں آپ ہی ہیں اور ان مقامات کے بیان میں انبیاء

کی اصل سنت نبیہ سے آپ نے قدم باہر نہیں رکھا ہے۔

۵- در باب تصوف بحرے بود بغایت وسیع قال الجنید رحمہ اللہ شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ (۹)

اور علم تصوف کا تو آپ ایک نہایت وسیع سمندر تھے حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اصول اور بلاء میں تو ہمارے شیخ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔

۶- در رسم فصاحت و بلاغت در خطب آورده اوست خلفائے سابق بان مشغول نمی شدند۔

خطبات میں فصاحت و بلاغت کا طریقہ آپ ہی کا جاری کردہ ہے۔ خلفاء سابق اس میں مشغول نہ ہوئے۔

۷- باز در زمان شیخین مشیر در مسائل دینیہ و وزیر در تدبیرات مملکہ ایشان بود و ایشان در تعظیم و توقیر دور دور رفتہ و مناقب و فضائل اور رضی اللہ عنہ واضح ساختہ اند۔ (۱۰)

پھر حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں دینی مسائل کے مشیر اور ملکی تدابیر میں ان کے وزیر ہی رہے اور یہ حضرات بھی ان کی تعظیم و توقیر بہت ہی زیادہ کرتے تھے اور ان کے مناقب و فضائل خوب دل کھول کر بیان کرتے تھے۔

اور شاہ صاحب نے قرۃ العینین میں یہ بھی فرمایا ہے کہ :

اکثر حالات میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ پر اور بعض حالات میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلوں پر اعتماد کرنا بشرطیکہ ان کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ نے نقل کیا اور ثابت رکھا ہو۔ اور بعد ازاں ابراہیم نخعی و شعبی کی تحقیقات و تجربات کو سامنے رکھنا یہ امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے مذہب کا اصول ہے جس کی بنا پر ان کے مذہب کی ایک خاص شکل پیدا ہو گئی۔ (۱۱)

اس سے اندازہ لگائیے کہ مذہب حنفی پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب سے زیادہ جس کا اثر ہے حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہیں۔

واضح رہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام فقہی مسائل مستقل کتاب کی

صورت میں علیحدہ بھی مدون کر دیئے گئے ہیں چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ اپنے فتاویٰ میں رقطراز ہیں:-

لاکائی از محدثین اہل سنت مذہب علی مرتضیٰ را در تہمیت از کتاب الہارۃ تا کتاب القضاء بہ ترتیب جمع کردہ کتابے مستقل در فقہ ساختہ است ہر کسے کہ خواہد بطرف آن کتاب رجوع کند۔ (۱۲)

محدثین اہل سنت میں سے لاکائی نے مسائل فقہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کو کتاب الہارۃ سے لیکر کتاب القضاء تک جمع کر کے ایک مستقل کتاب فقہ کی تیار کر دی ہے، چنانچہ جو شخص چاہے اس کتاب کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

حافظ شمس الدین الذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں محدث لاکائی کا ترجمہ لکھا ہے جو ان الفاظ میں شروع ہوتا ہے لاکائی امام ابو القاسم بہ اللہ بن الحسن بن منصور البری الحافظ الفقیہ الشافعی محدث بغداد، انہوں نے بہت سے محدثین سے حدیث کا سماع کیا تھا۔ فقہ کی تعلیم ابو حامد اسراہلی سے پائی تھی، محدث خطیب بغدادی حدیث میں ان کے شاگرد تھے رمضان ۳۱۵ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی تصانیف میں اس کتاب کے علاوہ جس کا ذکر شاہ عبدالعزیز صاحب نے کیا ہے ایک کتاب السنۃ ہے دوسری رجال صحیحین پر ان کی ایک تالیف ہے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی احادیث مرویہ کو جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے حدیث کی معتبر کتابوں میں علماء محدثین نے جمع کر دیا ہے۔ کتب حدیث کا ایک مستقل عنوان ہے مسند۔ اس نام سے حدیث کی جتنی کتابیں جمع کی گئی ہیں ان میں ہر صحابی کے نام کے تحت اس صحابی کی تمام مرویات کو بلا لحاظ مضمون یکجا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ مسانید اسلام میں بکثرت مرتب ہوئیں سینکڑوں ہزاروں کتابیں اسی عنوان کے تحت لکھی گئیں۔ مگر ان میں سب سے مبسوط کتاب امام شیخ الاسلام ابو عبدالرحمن عتیق بن محمد القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۲۷۱ھ کی مسند کبیر ہے۔ حافظ ابن حزم اندلسی کا بیان ہے کہ اس مسند میں تیرہ سو سے زائد صحابہ کی مرویات درج ہیں اور پھر ہر صحابی کی حدیث ابواب فقہیہ پر بھی مرتب ہے، اس اعتبار سے کتاب مسند بھی ہے اور مصنف بھی اس خوبی کی حامل کسی اور مصنف کی کتاب نہیں (۱۳) شیخ الاسلام

متقی بن مخلد علم حدیث میں بخاری و مسلم کے ہمسرتھے۔ امام ابن حزم نے تصریح کی ہے کہ:

كان بقى ذا خاصه من احمد بن حنبل و جالما فى مضماد البخارى و مسلم والنسائى
متقى کو امام احمد بن حنبل کی خدمت میں بڑا اختصاص حاصل تھا یہ بخاری مسلم
اور نسائی کے ہم عثمان ہیں۔

حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویہ احادیث مرفوعہ کی تعداد شاہ ولی اللہ صاحب
نے چھ سو کے قریب بتلائی حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں:

على بن ابى طالب کی پانچ سو چھتیس روایات ہیں، اور حافظ ابو نعیم اصفہانی نے کہا
ہے کہ چار سو سے زائد متون حدیث ان سے مروی ہیں طرق و اسانید کا اس
میں شمار نہیں۔ اور حافظ برقی کہتے ہیں کہ جو حدیثیں ہمارے پاس ان کی محفوظ
ہیں وہ دو سو کے قریب ہیں۔ (۱۳)

حافظ ابن جوزی نے تعداد احادیث کا سارا باب اسی "مسند متقی بن مخلد" سے نقل کیا
ہے۔ البتہ اس سلسلہ میں وہ مزید اضافہ حافظ ابو بکر برقی کی تاریخ اور حافظ ابو نعیم اصفہانی کی کتاب
سے کرتے جاتے ہیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویہ احادیث کی تعداد بیان کرتے
ہوئے بھی انہوں نے کیا ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق "تتبع" میں "ستہ و ثلاثون (۳۶) کے الفاظ
غلطی سے طبع ہو گئے ہیں اصل میں ستہ و ثمانون ہیں یہ خدا ہی کو معلوم کہ اصل مخطوط منقول
عنا میں بھی یہ غلطی تھی یا مطبوعہ نسخہ ہی میں واقع ہوئی ہے۔ حافظ ابن حزم کے پیش نظر بھی
مسند متقی ہی تھی اور انہوں نے بھی ایک مستقل رسالہ اس موضوع پر قلمبند فرمایا ہے جو ان کی
کتاب جوامع السیرة کے ساتھ آخر میں طبع ہو گیا ہے۔ اس میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی
مرویات کی تعداد ۵۸۶ ہی مرقوم ہے: اور یہی تعداد انہوں نے اپنی دوسری کتاب "الفصل فی
الملل و الاہواء و النحل" میں لکھی ہے چنانچہ ان کی عبارت حسب ذیل ہے:-

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانچ سو چھیالیس مسند حدیثیں مروی ہیں جن
میں پچاس کے قریب صحیح ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات کے بعد تیس سال سے زیادہ زندہ رہے۔ صحابہ کرام رضی
اللہ تعالیٰ عنہم کی بڑی جماعت کے گذر جانے کے سبب لوگ کثرت سے آپ کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس جو علم تھا اس کی ان کو ضرورت پڑی چنانچہ کثرت سے ابن آفاق نے آپ سے حدیثیں سنیں کبھی صفین میں اور کئی برس کوفہ میں اور کبھی بصرہ اور مدینہ میں۔ (۱۵)

حافظ ابن حزم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات کی جو تعداد بیان کی ہے یہی تعداد امام سیوطی کی تاریخ الخلفاء اور علامہ خزرجی کی کتاب خلاصہ تہذیب تہذیب الکمال میں مرقوم ہے خزرجی نے یہ بھی لکھا کہ ان میں بیس حدیثیں متفق علیہ ہیں یعنی امام بخاری و مسلم دونوں نے ان کو روایت کیا ہے اور نو حدیثوں کی روایت صرف بخاری نے کی ہے اور پندرہ کی صرف مسلم نے۔ غالباً اسی نقطہ نظر سے ابن حزم نے صحیح احادیث کی تعداد پچاس کے قریب لکھی ہے۔ لیکن یاد رہے یہ تعداد صحیح لذاتہ کی ہے جو محدثین کے نزدیک صحیح کی سب سے اعلیٰ شمار کی جاتی ہے ورنہ ثبوت کے لحاظ سے حدیث کی چار قسمیں ہیں (۱) صحیح لذاتہ (۲) صحیح لغيرہ (۳) حسن لذاتہ (۴) حسن لغيرہ۔ یہ چاروں قسمیں بالاتفاق مقبول ہیں اور حجت مانی جاتی ہیں۔

پھر یہ بھی واضح رہے کہ یہ تعداد ان احادیث کی ہے جو مسند متقی بن مخلد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہیں ان کی جملہ مرویات کی یہ تعداد نہیں بعض لوگوں کو اس سلسلہ میں یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ مسند متقی میں ہر صحابی سے مرویات کی جو تعداد مذکور ہے اس سے زیادہ اس صحابی سے اور کچھ مروی نہیں یہ محض غلط ہے حافظ ابن جوزی تالیف میں لکھتے ہیں:

ابو عبد الرحمن متقی بن مخلد نے اپنی مسند میں جمہور صحابہ کی بکثرت حدیثیں جمع کیں ہیں چنانچہ اسی بنا پر ہر صحابی نے جو حدیثیں روایت کی ہیں ان میں سے بعض کی تعداد اسی کتاب کو پیش نظر رکھتے ہوئے بیان کر دی گئی ہے اس سے بعض متاخرین اس وہم میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ یہ صحابی بس اتنی ہی حدیثیں بیان کرتے ہیں حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں جیسا کہ ان کو وہم ہوا ہے بلکہ یہ تو روایات کی اس مقدار کا بیان ہے جو مصنف کو پہنچی ہے۔ (۱۶)

مسند متقی تو آج کل ناپید ہے لیکن جو مسانید طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں وہ یہ ہیں:-

۱- مسند امام ابو داؤد و سلیمان بن داؤد طلیانسی المتوفی ۲۰۴ھ جن کا شمار اسلام کی قدیم ترین مسانید میں ہے بلکہ بعض حضرات اس باب میں سب سے پہلی تصنیف انھیں کی مسند کو

خیال کرتے ہیں، یہ "مسند" دائرة المعارف حیدر آباد دکن سے ۱۳۲۱ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ اس میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات صفحہ ۱۵ سے صفحہ ۲۶ تک درج ہیں۔

۲- "مسند" امام عبداللہ بن زبیر حمیدی المتوفی ۲۱۹ھ یہ کتاب دو جلدوں میں مجلس علمی کراچی نے شائع کی ہے۔ اور اس کی تصحیح و تخریج کا کام مولانا حبیب الرحمن صاحب محدث اعظمی نے انجام دیا ہے مگر اس مسند میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ہی کم روایتیں مذکور ہیں جن کی کل تعداد تیس ہے۔

۳- مسند امام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ جو اس وقت موجودہ تمام مسانید میں سب سے زیادہ ضخیم ہے اور باریک ناپ پر چھ ضخیم جلدوں میں پہلے مصر اور پھر بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔ اس مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایات ص ۷۵ سے شروع ہو کر ص ۱۶۰ پر ختم ہوتی ہیں۔

"صحاح ستہ" میں حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی مرویات کی تعداد (۳۲۲) تین سو بائیس ہے۔ جن کو ان سے ایک سو تین صحابہ و تابعین نے نقل کیا ہے۔ ان سب احادیث کی فہرست حافظ جمال الدین مزنی نے اپنی گراں قدر تصنیف "تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف" میں راویوں کے اسماء کو حروف حتمی مرتب کر کے پیش کر دی ہے اور ہر حدیث کے بارے میں نشاندہی کر دی ہے کہ صحاح ستہ کے کس باب میں کس راوی کی سند سے وہ مروی ہے۔

ان کے علاوہ حدیث کی بکثرت قلمی اور مطبوعہ کتابیں ہیں جن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بکثرت روایتیں پائی جاتی ہیں اور عین ممکن ہے کہ ان کتابوں میں بعض وہ حدیثیں بھی موجود ہوں جو مسند قلمی میں نہیں ہیں۔

صحاح ستہ کی بزم کے رکن رکیں امام احمد بن شعیب نسائی المتوفی ۳۰۳ھ جو امام قسری کی طرح امام بخاری و امام مسلم کے ہم پایہ ہیں بلکہ محققین حفاظ حدیث تو ان کو امام مسلم پر بھی فوقیت دیتے ہیں۔ انہوں نے مستقل طور پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثوں کو جمع کرنے پر توجہ دی اور ان کو ایک علیحدہ کتاب میں مدون کر دیا جس کا نام ہے "مسند امیر المومنین علی بن ابی طالب"۔

اسی دور کے ایک اور بزرگ حافظ علامہ ابو یوسف یعقوب بن شیبہ نزہی بغدادی المتوفی ۲۶۲ ہجری جو شیخ الاسلام تھی بن محمد امام محمد بن جریر طبری اور امام نسائی سب سے عمر اور طبقہ میں بڑے تھے انہوں نے بھی حدیث میں ایک بہت بڑی سند لکھی تھی جس کا تعارف امام شمس الدین ذہبی نے "تذکرہ الحفاظ" میں ان الفاظ میں کرایا ہے:-

ما صنف مسند احسن منه و لکنہ ما اتمہ-

اس سے بہتر مسند تصنیف نہیں ہوئی لیکن وہ اس کو مکمل نہ کر سکے۔

اور اپنی دوسری مشہور تصنیف سیر اعلام النبلاء میں اس مسند کا ذکر ان لفظوں میں کرتے

السند الکبیر العدم النظیر المعلل 'الذی تم من مسانیدہ نحو من ثلاثین مجلدا' ولو
کمل لجاہ فی مائۃ مجلد-

مسند کبیر عدیم النظیر معلل جس کی مسانید میں سے صرف تیس جلدوں کے قریب
مکمل ہو سکیں، ورنہ اگر یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچتی تو سو جلد میں آتی۔

"معلل کا مطلب یہ ہے کہ احادیث کی اسانید کے ساتھ ان کے عال پر بھی تفصیل سے
کلام کیا جائے۔ محدثین نے تصریح کی ہے کہ کوئی معلل کتاب پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی کیونکہ
اس کے ختم ہونے سے پہلے مصنف کی عمر ختم ہو جاتی ہے۔ یعقوب بن شیبہ بڑے پایہ کے محدث
تھے، حافظ ذہبی نے لکھا ہے وکان من کباء علما والحدیث - حق تعالیٰ نے دولت علم کے ساتھ
دولت دنیوی سے بھی نوازا تھا۔ چنانچہ مسند کی تیسف پر دس ہزار اشرفیاں خرچ کیں۔ ان کی
حوالی میں چالیس لحاف ان بیضہ نویسوں کے لئے تیار رہتے تھے جو اس خدمت کو انجام دینے کے
لئے رات دن یہاں ہی بسر کرتے تھے کہتے ہیں کہ اس مسند کبیر کی مسند ابی ہریرہ "کا حصہ جو مصر
میں لوگوں کی نظر سے گذرا وہ دو سو جزء پر مشتمل تھا۔ اس کے علاوہ مسند یعقوب کے جو جزء
بیضیہ ہو کر منظر عام پر آئے وہ مسانید عشرہ مبشرہ، مسند ابن مسعود، مسند عمار، مسند عباس اور بعض
موالی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسانید ہیں ان میں صرف حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی
مسند پانچ جلدوں پر مشتمل تھی۔ (۱۷)

حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث نبوی کی روایت میں کن کن احتیاطوں کو مد نظر رکھتے تھے۔ امام ذہبی نے "تذکرہ الحفاظ" میں ان کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

۱۔ وكان اماما عالما متحريرا في الاخذ بحيث انه يستحلف من يحدثه بالحدیث۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے عالم تھے، اخذ حدیث اور روایت کو قبول کرنے میں احتیاط برتتے تھے چنانچہ جو شخص بھی آپ کے سامنے کوئی حدیث بیان کرتا تو پہلے اس سے قسم لے لیتے۔

البتہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت اس اصول سے مستثنیٰ تھی کہ آپ ان کی روایت بغیر حلف لئے ہی قبول فرما لیتے تھے۔

عن علی قال حدثوا الناس بما يعرفون ودعوا ما ينكرون اتحبون ان يكذب الله ورسوله۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگوں کو وہ حدیثیں بیان کرو جو جانی پہچانی ہوں اور وہ نہ بیان کرو جن سے وہ بد کہیں، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے؟

حضرت ممدوح کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد امام ذہبی نے یہ افادہ فرمایا ہے: (اب دیکھیے) بلاشبہ امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکر (اوپری) روایت کے بیان کرنے سے سختی سے روک دیا اور مشہور روایت کے بیان کرنے کی ترغیب دلائی، اور یہ فضائل، عقائد اور مواعظ کے بارے میں وہی اور منکر روایت کے بیان کرنے سے رک جانے کا بڑا کارآمد اصول ہے۔ اور منکر کی غیر منکر سے شناخت جب تک فن رجال میں گہری نظر نہ ہو نہیں ہو سکتی۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان چند صحابہ میں شامل ہیں جن کو عمد رسالت میں حدیث نبوی کی کتابت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ چنانچہ حافظ ذہبی نے نقل کیا ہے:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوائے قرآن کریم کے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے (جو تمہارے سامنے

(ہے) اور کچھ نہیں لکھا۔

اس صحیفہ کا ذکر حدیث کی کتابوں میں موجود ہے یہ حدیثیں چند فقہی احکام سے متعلق تھیں حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں لکھا ہے کہ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بہت ہیں اور میں نے ایک کتاب آپ کے فضائل و مناقب پر لکھی ہے جو ایک پوری جلد میں ہے اور اس کا نام ہے "فتح المطالب فی مناقب علی بن ابی طالب"۔

احادیث نبویہ کے مطالب و معانی کے سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ:

اذ حدثتم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا فظنوا بہ الذی ہوا ہنا، والذی ہوا ہدی، والذی ہوا تقی۔

جب تمہارے سامنے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کی جائے تو وہ معنی لو جو سب سے زیادہ عمدہ، سب سے زیادہ قرین ہدایت، اور سب سے زیادہ تقویٰ کو بتاتے ہوں۔

محدثین نے اختلاف روایات کے تحت ترجیح کے بہت سے اصول بیان کیئے ہیں چنانچہ حافظ ابوبکر حازمی نے اپنی مشہور کتاب الاعتقاد فی النسخ و المنسوخ من الآثار میں پچاس کے قریب وجوہ ترجیحات ذکر کی ہیں یہ کتاب مصر اور ہندوستان دونوں جگہ طبع ہو چکی ہے اس میں پچاسواں ضابطہ یہ بتایا گیا ہے کہ جب کسی ایسے مسئلہ میں دو مختلف حدیثیں وارد ہوں کہ جن کا تعلق قضاء سے ہو تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت کردہ حدیث کو ترجیح دی جائے گی۔

اہل سنت میں مذہب حنفی کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصی نسبت ہے، یہ مذہب آپ کے انفس قدسیہ کی خصوصی برکات کا حامل ہے تاریخ سے ثابت ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے جد امجد ایک بار اپنے صغیر السن صاحبزادے جناب ثابت علیہ الرحمہ کو جو امام صاحب کے والد ماجد ہیں، لیکر خدمت مرتضوی میں حاضر ہوئے تو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں برکت کی خصوصی دعا فرمائی تھی۔ چنانچہ یہ اسی دعا کی برکت کا اثر ہے کہ فقہ حنفی کو چار دانگ عالم میں غلبہ نصیب ہوا اور آج بھی اسلامی دنیا کی غالب اکثریت اسی مذہب کی پیرو ہے۔ فقہ مرتضوی کا اصل ترجمان مذہب حنفی ہی ہے دور کیوں

جائیے نماز کے مشہور مسائل آہستہ سے آئین کنارکوع میں جاتے ہوئے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرنا۔ زیر ناف ہاتھ باندھنا۔ گلوں میں نماز جمعہ و عیدین کا نہ پڑھنا۔ تراویح کی بیس رکعت، ان تمام مسائل میں فقہ حنفی میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہی کے فتاویٰ پر عمل ہے۔

اور اسی وجہ سے صحیح مسلم کے مقدمہ میں مغیرہ بن مقسم علیہ الرحمہ سے جو کوفہ کے مشہور فقہاء و محدثین میں ہیں اور امام ابوحنیفہ کے استاد بھی، مروی ہے کہ:

لم یکن یصدق علی علی فی الحدیث الامن اصحاب عبداللہ بن مسعود۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صرف وہی حدیث سچی مانی جاتی تھی جس کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ ان سے نقل کرتے تھے۔

امام حافظ شمس الدین ذہبی اپنی مشہور کتاب سیر اعلام النبلاء میں تصریح کی ہے کہ:-
اہل کوفہ کے سب سے بڑے فقیہ علی اور ابن مسعود ہیں اور ان دونوں کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ ملتئمہ ہیں اور ملتئمہ کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ حماد، اور حماد کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ امام ابوحنیفہ، اور ان کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ امام ابو یوسف اور ابو یوسف کے اصحاب آفاق عالم میں پھیل گئے۔ اور ان سب میں سب سے بڑے فقیہ امام محمد اور ان کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ امام ابو عبداللہ شافعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان سب پر نازل ہو۔ (۱۸)

(مشکوٰۃ البلاغ، کراچی - شمارہ، جلد)

حوالہ جات

- ۱- خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ج-۱، ص-۱۳۵ طبع مصر۔
- ۲- ابن تیمیہ، منہاج السنہ، ج-۱، ص-۱۳۳ طبع مصر ۱۳۲۱ھ
- ۳- شاہ ولی اللہ قرۃ العینین فی تفضیل اثنینین ص-۱۳۸ تا ۱۴۰ طبع مجبائی دہلی۔
- ۴- شاہ ولی اللہ ازالیۃ الخفاء عن خلافت الخفاء ج دوم، ص ۲۷۳۔
- ۵- نفس مصدر ص ۲۷۳۔
- ۶- نفس مصدر ص ۲۷۳۔
- ۷- نفس مصدر ص ۲۷۳۔
- ۸- نفس مصدر ص ۲۷۳۔
- ۹- نفس مصدر ص ۲۷۳۔
- ۱۰- نفس مصدر ص ۲۷۳۔
- ۱۱- شاہ ولی اللہ قرۃ العینین ص- ۷۱۔
- ۱۲- شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فتاویٰ عزیز ج-۱، ص-۸۰ طبع مجبائی دہلی ۱۳۳۱ھ۔
- ۱۳- کشف الغنوں، زیر عنوان مسند امام تقی بن محمد، اسی صفت کی حامل شیخ الاسلام تقی بن محمد کے محاصر امام ابن جریر طبری کی تہذیب الآثار بھی ہے لیکن افسوس کہ یہ کتاب مصنف کی زندگی میں تمام نہ ہو سکی۔ شیخ الاسلام تقی کی مسند تو آج دنیا میں ناپید ہے لیکن امام ابن جریر طبری کی کتاب کے کئی حصے زیور طبع سے آراستہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔
- ۱۴- ابن الجوزی، تلخیص فہوم اہل الاثر فی عنون التاريخ ص ۱۸۳۔ برقی پریس دہلی۔
- ۱۵- ابن الجوزی الفصل فی الملل والاعواء والنحل ج-۳ ص ۱۳۷۔
- ۱۶- ابن الجوزی تلخیص ص ۱۸۳۔
- ۱۷- ذہبی نس الدین، سیر اعلام النبلاء ج ۵۔ ص ۲۳۶
- ۱۸- ج- ۵ ص ۲۳۶، ترجمہ: حماد بن ابی سلیمان